

حاشیہ الصاوی "علی تفسیر الجلالین" میں قراءات متواترہ کے تفسیری اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Interpretive effects of continuous Readings in the Al-Sawi Footnote (Ahmad bin Muhammad)

Qari Abdul Nasir

Lecturer of Islamic Studies and Translation of Holy Quran at the Government College University, Faisalabad, Pakistan & Ph D Scholar The University of Faisalabad, Punjab, Pakistan.

Email: qariabdulnasir6@gmail.com

Dr. Matloob Ahmad

Head and Professor Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad, Punjab, Pakistan.

Email: drmatloobahmed786@yahoo.com.pk

Received on: 08-01-2022

Accepted on: 09-02-2022

Abstract

It is a fact that the most important branch of the knowledge of the Quran is the difference of recitations. The sciences of the Quran completed until then unless the differences between the recitations of the Quran and its various causes and interpretive effects are explained. Commentary effects The meanings of many commentators and recitations have been explained by readers based on their breadth of knowledge. Allama Ahmad bin Muhammad Al Sawi (1241 Hijri) is also among these commentators. He discussed the different readings in his footnote and pay close interpretive effects. After describing the living conditions of Imam Al Sawi, his style of narration has also been described as required. Four verses of the Holy Quran are mentioned in the footnote: Verse No.04 from Surah Al Fatiha, verse No.282 from Surah Al Baqara, verse No.36 from Surah Aali Imran and verse No.10 from Surah Al Nisa have been selected. After a comparative study of these verses, it is divided into three stages: Quran recitation in the first stage, Meaning of Qiraat in the second stage and in the third stage, the interpretive effects of the readings are explained in simple but comprehensive words. It should be noted that at the end of each verse, the summary of the commentary effects was also stated in a comprehensive manner, So that the readers do not have any difficulty in understanding and reading the conceptual demands. In the end, We can say that Allah Almighty is your supporter and helper.

Keywords: Analytical Study, Interpretive, effects of continuous, Readings Al-Sawi Footnote (Tafseer-e-Al-Jalalain)

تعارف:

یہ ایک حقیقت ہے کہ علوم اسلامیہ کے مختلف ایسے شعبہ جات ہیں جن کی بدولت لاتعداد علوم ظہور پزیر ہوتے ہیں: مثال کے طور پر تفاسیر

کے لیے علوم القرآن، احادیث کے واسطے علوم الحدیث، سیرت طیبہ کے لیے علم السیرۃ، فقہ کے لیے علم اصول الفقہ، علم النحو، علم الصرف اور دیگر بہت سے ایسے علوم ہیں جن کی وجہ سے علوم اسلامیہ کی بنیاد مضبوط ہوئی ہے۔ اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کی طرح، علوم اسلامیہ کی بھی کثیر تعداد میں شاخیں بن گئی ہیں۔

قرآن مجید اُمت مسلمہ کی اساسی کتاب ہے اور اس سے وابستہ علوم: علم التفسیر اور علوم القرآن بھی نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ اور علوم القرآن بھی آگے بہت سے شاخوں اور خوشوں میں تقسیم ہوتے ہیں: علم القراءات اور علم النسخ والمسنوخ وغیرہ۔ اول الذکر یعنی علم القراءات کو علوم القرآن میں سب سے اہم اور خاص مقام اور مرتبہ حاصل رہا ہے اور اب بھی ہے۔ اور اختلاف قراءات کو عمومی طور پر بہت سے مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر کا خاصہ بنایا ہے اور وہ ضرورت کے مطابق اختلاف قراءات والی آیات مبارکہ میں تفسیری اثرات کو سنجیدگی اور باریکی کے ساتھ بحث کرتے رہتے ہیں۔ اور علامہ جلال الدین المحلی (م ۸۶۴ھ) اور امام جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے بھی اپنی مشہور تفسیر "الجلالین" میں کافی مقامات پر قراءات قرآنیہ کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہیں۔

حاشیہ الصاوی کا شمار "تفسیر الجلالین" کے مشہور حاشیہ میں ہوتا ہے، انہوں نے بھی اختلاف قراءات والی آیتوں کو خوب زینت بخشنے ہوئے محققانہ انداز میں بحث کی ہے۔ اور یہ مقالہ بھی اُن شاخوں میں سے ایک خوشہ لینے کے مترادف ہے۔ چند مخصوص آیات مبارکہ کو اس حاشیہ کی عبارات کی بنیاد پر دیگر معتبر مفسرین، قراء کرام اور عصر حاضر کے علم القراءات میں مہارت رکھنے والے محققین کے اقوال کی روشنی میں حل کیا گیا ہے، اس مقالہ میں صرف چار آیات زیر بحث ہیں: سورۃ الفاتحہ میں سے آیت نمبر ۴، البقرہ میں سے آیت نمبر ۲۸۲، آل عمران میں سے آیت نمبر ۳۶، اور النساء میں سے آیت نمبر ۱۰ کو مقالہ کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ آخر میں قراءات متواترہ کے تفسیری اثرات کا خلاصہ کلام جامع انداز میں بیان کیا گیا تاکہ مفہوم مطالب کو پڑھنے اور سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔

علامہ الصاوی کے حالات

علامہ احمد بن محمد المالکی الخلوئی الصاوی اپنے دور کا مشہور اور بے مثل مفسر قرآن، محدث، فقہ المالکی کے معروف عالم اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ عالم اسلام کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور عام طور پر امت مسلمہ آپؒ کو "عارف باللہ الصاوی" کے اسم گرامی سے یاد کرنے کے ساتھ ساتھ آپؒ کی ولایت پر متفق ہیں۔ علامہ الصاویؒ کی ولادت ۱۱۷۵ ہجری بمطابق ۱۷۶۱ عیسوی میں ملک مصر کے مغربی حصہ، دریائے نیل کے کنارہ میں ایک مشہور مقام "صاء الحجو" میں ہوئی ہے۔^۱

آپؒ نے اپنی تعلیم اسی مقام سے حاصل کر کے تزکیہ نفس اور تصوف کے طریقہ "خَلْوَتِیَّة" میں حضرت شیخ ابوالبرکات احمد بن محمد بن احمد العدوی المالکی الخلوئی الازہری المعروف بالشیخ الدردیر المالکی المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی۔ انہوں نے طریقہ خلوتیہ کے سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہو کر تادم حیات اسی کو قائم رکھتے ہوئے ۱۲۳۱ھ بمطابق ۱۸۲۵ء میں مدینہ منورہ میں دنیائے فانی سے وصال کر گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ فی الدنیا والآخرة۔^۲

موصوف^۲ نے اپنی تفسیر "حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین" میں قراءات عشرہ متواترہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قراءات شاذہ کو بھی بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت جا بجا تذکرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے کسی مقام پر قراءات متواترہ اور غیر متواترہ کی صرف نشان دہی کی ہے اور بعض اوقات صرف قراءات شاذہ کی نشان دہی کرتے ہیں، لیکن اکثر و بیشتر قراء سبعہ کے ناموں سے بھی قراءات قرآنیہ کی توضیحات کرتے رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ امام الصاوی نے اختلاف قراءات کی کیفیات کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے، وہ کلی طور پر قراءات کے تفسیری اثرات کو بہت ہی کم مقامات میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ حاشیہ الصاوی میں سے صرف چار آیات کو دیگر مفسرین اور مشہور قراء کرام کے اقوال کی روشنی میں مقالے کا حصہ بنایا گیا جو درج ذیل ہیں:

ہم جب سورۃ الفاتحہ میں اختلاف قراءات کے تفسیری اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں تو تین مقامات پر اختلاف قراءات سامنے آتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ﴾ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ان تینوں مقامات میں سے صرف "مالکِ یوم الدین" میں علامہ الصاوی اور دیگر مفسرین کرام نے بحث کی ہیں۔ حاشیہ الصاوی سے اختلاف قراءات کے تفسیری اثرات کو بیان کرنے کے لیے مفصل اقتباس درج ذیل ہیں:

حاشیہ سورۃ الفاتحہ: آیت نمبر ۴۔

"مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ" قوله: ومن قرأ مالك، الخ، اعلم أن في لف "مَالِكِ" قراءتين سبعيتين، الأولى بحذف الألف والوصف بما ظاهر، والثانية، بإثباتها وفيها إشكال، وهو أن "مالك" اسم فاعل، وإضافته لفظية لاتفيدة التعريف، فكيف توصف المعرفة بالنكرة؟ وأجاب المفسر: بأن محل كون إضافة اسم الفاعل لفظية إن لم يكن بمعنى الزمان المستمر، وإلا كانت إضافته حقيقة، والحاصل: أن اسم الفاعل، إن قصد به الحال والاستقبال لإضافته لفظية، وإن قصد به المضي أو الدوام، كما هو شأن أوصاف الله تعالى، وإضافته حقيقة، والتعويل على القرائن، واختلف في أي القراءتين أبلغ، ف قيل: "مَالِكِ" أعم وأبلغ من "مالك" إذ كل ملك مالك، ولا عكس، ولأن أمر الملك نافذ على المالك في ملكه، حتى لا يتصرف المالك إلا عن تدبير الملك، وقيل: "مالك" أبلغ لما فيه من زيادة البناء، فتدل على كثرة الثواب"³

علامہ الصاوی (م ۱۲۴۱ھ) نے اپنی تفسیر حاشیہ الصاوی میں فرماتے ہیں: "مالکِ یوم الدین" میم کو ضمہ کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں یہ مفہوم ہوگا کہ روز جزا کا بادشاہ وہ ہے جو تہر، بلند مقام، مکمل غلبہ اور امر اور نہی جیسے تمام کاموں پر قدرت رکھنے والا ہوگا۔ اُس کا قول "ومن قرأ مالك" آخر تک، یہ جاننا ضروری ہے کہ لفظ "مالک" میں دو سبج قراءات ہیں۔ پہلی قراءت یہ ہے کہ الف کو حذف کر کے پڑھا گیا یہ وصف تو بالکل ظاہر ہے۔ اور دوسری قراءت اثبات الف کے ساتھ خواندہ شدہ اور اس میں اختلاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ لفظ "مالک" اسم فاعل ہے اور اس کی اضافت لفظی ہے، لہذا تعریف کا فائدہ نہیں دیتی۔ سو کس طرح معرفہ کی توصیف نکرہ کے ساتھ کیا جائے؟ اس

بارے میں مفسر نے جواب دیا کہ یقینی طور پر اضافت کا اصل محل یہی ہے کہ اسم فاعل لفظی ہو، شرط یہ ہے کہ زمانہ اس میں پوشیدہ نہ ہو ورنہ اس میں حقیقی اضافت ہو۔

حقیقتِ کلام یہ ہے کہ اگر اسم فاعل کے ساتھ حال اور مستقبل کا ارادہ کیا جائے تو اس صورت میں اضافت لفظی ہوگی۔ اور اگر اس کے ساتھ ماضی یا دوام کا ارادہ کیا جائے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی اوصاف کی یہ شان ہے، یہ اضافت حقیقی ہے، اور تعویل کرنا قرآن پر ہوگی۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ مذکورہ دونوں قراءتوں میں سے کون سی قراءت ابلغ ہے۔ پس کسی نے کہا کہ لفظ "ملک" اعلیٰ اور ابلغ ہے کیوں کہ یہ لفظ مالک سے ماخذ ہے، اس لیے کہ ہر بادشاہ مالک تو ہو سکتا ہے لیکن اس کا عکس نہیں ہوتا۔ اور یہ بات بھی لازم ہے کہ بادشاہ کا حکم اس کی ملکیت میں، مالک کے اوپر نافذ ہوتا ہے وہ انکار نہیں کر سکتا مگر کوئی تدبیر ہو تو انکار کا عنصر موجود ہوگا۔ کسی نے کہا کہ لفظ "مالک" ابلغ ہے اس لیے کہ اس کے بناوٹ میں الفاظ زیادہ ہیں، پس الفاظ کا زیادہ ہونا کثرتِ ثواب پر دلالت کرتا ہے۔

تفسیر میں قراءات کی ضرورت:

قراءاتِ عشرہ متواترہ کو بالفاظِ دیگر ہم قراءاتِ صحیحہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں: عصر حاضر میں متکثرین قراءات، متکثرین حدیث، ملحدین فی الدین اور دورِ حاضر کے علم القراءات سے لاعلم علماء اور جدت پسند لوگ یعنی فتنہ غامدیت وغیرہ کے سد باب کے لیے اُن کے مختلف تفسیری اثرات کو کا محققہ بیان کرنا، عام کرنا، تشہیر کرنا اور بڑے اور چھوٹے جامعات میں سبقاً سبقاً درس و تدریس کو لازمی قرار دینا وقت کی اشد ضرورت ہے، جس طرح تفاسیرِ قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے کی طرف علمائے کرام کی توجہ ہر وقت مبذول رہتی ہے، اسی طور اور طریقہ کے ساتھ قراءات کے تفسیری اثرات کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں پُر امید ہوں کہ یہ مقالہ اہل علم کے لیے ایک مضبوط باب کی حیثیت رکھے گا اور وہ حضرات میری اس تقسیم کار سے بہرہ ور فائدہ اٹھائیں گے۔ قراءاتِ قرآنیہ کی افادیت کو عام کرنے کے لیے اس کو تین مختلف مراحل سے گزارا گیا ہے: پہلے مرحلہ میں مختلف فیہ آیتِ قرآنی میں قراءتِ عشرہ متواترہ کا مذہب، دوسرا مرحلہ میں قراءاتِ عشرہ متواترہ کے تفسیری اثرات کو مفسرین کے اقوال کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور تیسرا مرحلہ میں قراءات کے باہمی تعلق کو ذکر کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

قراءتِ عشرہ متواترہ کا مذہب:

☆ ﴿مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ، اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ میں دو قراءات کا ذکر ملتا ہے:

☆ (مَلِكٌ) حذف الف سے حذر کے وزن پر مبالغہ کے صیغہ سے پڑھا گیا۔ یہ امام نافع مدنی، امام ابو جعفر مدنی،

☆ امام عبد اللہ بن کثیر مکی، امام ابو عمرو بصری، امام حمزہ کوفی، اور امام عبد اللہ بن عامر شامی کی قراءت ہے۔

(مَلِكٌ) الف کیساتھ ملک سے اسم فاعل کا صیغہ پڑھا گیا۔ یہ امام عاصم کوفی، امام کسائی کوفی، امام یعقوب بصری

اور امام خلف کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قراءت ہے۔⁴

قراءات کے تفسیری اثرات:

قراءات کے تفسیری اثرات کو بیان کرنے کے لیے مفسرین کرام میں سے امام راغب الاصفہانی، امام ابو حیان الاندلسی، امام ابن کثیرؒ، اور امام القرطبیؒ کی توضیحات کو بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہیں:

امام راغب الاصفہانی (م ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں: لفظ "اَلْمَلِكُ" بولنے والوں کے ساتھ خاص ہے، اس لیے "مَلِكِ النَّاسِ"، کہنا درست ہے لیکن "مَلِكِ الْأَشْيَاءِ" کہنا درست نہ ہوگا ⁵

امام ابو حیان (م ۴۵۷ھ) یوں فرماتے ہیں: "امام ابو حیان نے امام اخفش (م ۲۱۵ھ) سے روایت کی ہے: "مَلِكِ" سے میم کے ضمہ کے ساتھ آیا ہے اور "مَالِكِ" سے میم کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ ⁶ اسی طرح امام موصوف فرماتے ہیں "یقینی طور پر لفظ "مَلِكِ" اُس ذات کو کہا جاتا ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے، چاہے وہ اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔ لفظ "مَالِكِ" اُسے کہا جاتا ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے یا نہ کی جائے لیکن وہ اس کا حق رکھتا ہو۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان عموم و خصوص مِنْ وَجْهِ کی نسبت پائی جاتی ہے۔" ⁷

امام ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کچھ قراء کرام "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ" پڑھا ہے۔ دوسرے قراء کرام "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" پڑھا ہے اور یہ دونوں قراءات صحیحہ متواترہ سبب میں سے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے: مَلِكِ لام کے کسرہ اور اسکان کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور مَلِكِ بھی پڑھا گیا ہے۔ سب سے زیادہ مناسب اور نافع یہ ہے کہ کاف کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ سو "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ" بھی پڑھا گیا ہے۔ یقینی طور پر دونوں قراءات معنی کی طرف رجوع کرنے والی ہیں۔ اور دونوں کے معانی اچھے اور صحیح ہیں۔" ⁸ قرآنی اعجاز کے عین مطابق ہیں۔ امام ابو حاتم کی توضیح کو امام القرطبی (م ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر میں بسیار بالفاظ شیرین بیان کرنے کی کوشش فرمائی ہے جو درج ذیل ہیں:

"امام ابو حاتم نے فرمایا کہ بے شک "مَالِكًا" خالق کی مدح میں لفظ "مَلِكِ" سے زیادہ ابلغ ہے، اور "مَلِكِ" مخلوقات کی مدح میں "مَالِكِ" سے زیادہ ابلغ ہے۔ دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ بے شک "اَلْمَالِكِ" مخلوقات میں سے ہے تحقیق وہ ملک کے علاوہ ہے اور اللہ تعالیٰ مَالِكِ بھی ہے اور مَلِكِ بھی۔ ابن الحصار فرماتے ہیں کہ اصل وجہ یہ ہے کہ "مَالِكِ" سے مراد وہ ہے جو لفظ "مَلِكِ" پر دلالت کرے۔ میم کے کسرہ کے ساتھ آجائے تو اس کا تعلق میم کے ضمہ والے سے نہ ہوگا۔ اور "مَلِكِ" میں دو حکم شامل ہونگے لیکن اولیٰ مبالغہ والے ہوگا۔ وہ کمال کا متضمن ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے "اَلْمَلِكِ" اپنے علاوہ کا استحقاق رکھتا ہے۔ امام القرطبی نے مزید فرمایا کہ بعض حضرات نے یہ حجت اخذ کی ہے کہ لفظ "مَالِكًا" ابلغ ہے کیونکہ اس میں ایک حرف زیادہ ہے۔ پس قاری کے لیے ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں۔ یہاں صیغہ کی طرف دیکھا گیا ہے نہ کہ معنی کی طرف۔ یقینی طور پر لفظ "مَلِكِ" کے ساتھ بھی قراءت درست ہے جو معنی اس میں ہے مَالِكِ میں نہیں ہے" ⁹

مذکورہ معانی کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابو حیان الاندلسی نے بڑے خوبصورت انداز میں توضیح فرمائی ہے جو درج ذیل ہیں:

"ومن قرء بجرا الکاف فعلى معنى الصفة ومن رفع الکاف ونون اولم ينون فعلى القطع الى الرفع. ومن نصب فعلى القطع الى النصب او على النداء. ومن قرء فعلا ماضيا فجملة خبرية لاموضع لها من الاعراب، ومن اشبع كسرة الکاف فقد قرء بنادر او بما ذكرانه لا يجوز إلا فى الشعر" ¹⁰

امام ابو حیان الاندلسی نے فرمایا کہ کسرہ کیساتھ پڑھنے کی صورت میں صفت کا معنی پایا جائے گا۔ جس نے کاف کو رفع اور نون تنوین سے پڑھایا بغیر نون تنوین کے صرف رفع پڑھا، جس نے نصب سے پڑھایا حرف نداء کیساتھ پڑھا اور جس نے دونوں کو فعل ماضی بنا کر پڑھا تو یہ تمام صورتیں جملہ خبریہ ہیں اعراب کا کوئی مقام نہیں۔ جنہوں نے کاف کے کسرہ کو مناسب سمجھا تو اس قراءت میں پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں یا کاف کے کسرہ کیساتھ پڑھنا زیادہ اشعار میں کام آتا ہے۔

قراءات کا باہمی تفسیری تعلق:

قراء کرام کے اقوال اور مفسرین کے اقوال کو کماحقہ مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مالک اور ملک دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، اور مذکورہ دونوں قراءات کا باہمی گہرا تعلق اور وابستہ گی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ "ملک" بادشاہ بھی ہو سکتا ہے اور مالک بھی ہو سکتا ہے۔ یوں سمجھنا کہ ہر ایک بادشاہ مالک بھی ہو سکتا ہے اور بادشاہ بھی۔ مالک، مالک تو ہو سکتا ہے لیکن بادشاہ بننا لازمی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ روز جزا کا مالک بھی ہے اور ملک بھی ہے یعنی بادشاہت بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور ملکیت بھی۔ ہر حال میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی بادشاہ کل اور مالک جی لایموت ہیں۔

مذکورہ دونوں قراءات بمثل دو آیات قرآنیہ کی ہیں اور یہ قرآنی اعجاز کے صرف ایک پہلو ہے جو ہم نے بقدر ضرورت تذکرہ کیا ہے۔ باقی ادبی پہلو، نحوی پہلو، صرفی پہلو، بلاغی پہلو اور لغوی پہلو وغیرہ باقی ہیں۔ ان تمام پہلوؤں میں مختلف قراءات کا آپس میں مضبوط اور لائق تہمتی گہرا تعلق موجود ہونے کے ساتھ مطابقت بھی اکثر و بیشتر مقامات میں پائی جاتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مختلف قراءات قرآنیہ کا آپس میں تعلق تضاد کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ تطابق کے قبیل سے ہے۔ ان اختلافات کی بنیاد پر نئی اور خوبصورتی اور قرآنی اعجاز ظاہر ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔

قراءات پر دلالت کی توضیحات:

(مَلِكِ يَوْمَ الدِّينِ) والی قراءت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہی کیلئے مالک ہو گا۔ دنیا کے تمام مالکوں کی ملکیت نیست و نابود اور ختم ہو جائے گی اور وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا حکم اور تصرف نہیں چلے گا۔ علامہ السخاویؒ یوں فرماتے ہیں: "مَلِكِ" کا معنی قیامت کی ابتداء اور ایجاد کرنے والا ہے یا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کا اختیار رکھنے والا ہے۔ اس قراءت میں اضافت اسم فاعل کی طرف کی گئی ہے۔ ¹¹ یعنی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم نہیں چل سکے گا جب کہ "مَلِكِ" کی قراءت، اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اکیلا بادشاہ ہو گا کہ جس دن دنیا کے تمام بادشاہ عاجز، کم

زور، بے استطاعت اور خسارے والے ہو جائیں گے تو دراصل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بادشاہی عروج پر زیر ہوگی۔

قراءات پر مرتب شدہ احکامات:

امام فخر الدین الرازی (م ۶۰۶ھ) نے مذکورہ قراءات سے کچھ احکام اخذ کئے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہیں۔

مَلِك اور مَالِك کے الگ الگ احکامات ہیں۔ سب سے پہلے لفظ "مَلِك" پر مرتب ہو نیوالے چند احکامات:

☆ دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت تمام لوگوں پر حاوی ہے تو پھر جو بادشاہوں کا بھی حقیقی بادشاہ ہے تو اس کی بادشاہت کیسی ہوگی؟۔

☆ اللہ تعالیٰ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہیں کیوں کہ ان کی بادشاہت تو ختم ہو جائے گی جبکہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہمیشہ قائم اور دائم رہے گی کیوں کہ دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت عطائی ہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی بادشاہت ذاتی اور نہ ختم ہونے والی ہے۔ وہ اپنے خزانوں میں سے جسکو جتنا چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اس کے خزانوں میں کبھی بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور اس کے خزانے ہمیشہ پر اور بہرے رہتے ہیں۔ اور وہ جس کو جتنا چاہتا ہے عنایت فرما کر عطاء کر دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر احسان ہے کہ اس پر قرآنی آیت بھی دلالت کرتی ہے چنانچہ فرمایا: (الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْخَقُّ لِلرَّحْمٰنِ)۔¹² اس دن حقیقی بادشاہی صرف رحمان اور رحیم کی ہوگی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی لیے صفت ملک ثابت کی ہے جس میں قہاری کا پہلو غالب ہوتا ہے لیکن اس کے متصل بعد رحمن والی صفت لا کر یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ وہ بادشاہ ہے کہ جس کی رحمت مخلوق پر غالب آجائے گی اور لوگ اس کے غضب سے محفوظ رہیں گے۔

لفظ "مَالِك" پر مرتب ہو نیوالے احکامات: بیشک مَلِك کی قراءت کے معانی میں مَلِك کی قراءت کے معانی سے زیادہ امید پائی جاتی ہے کیونکہ بادشاہ سے زیادہ سے زیادہ یہی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی بادشاہت میں عدل و انصاف کرے جبکہ غلام اپنے مَالِك سے لباس، کھانا، نرمی وغیرہ کا طلب گار ہوتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ "میں تمہارا مَالِك ہوں اور میرے ذمہ تمہارا لباس، خوراک، ثواب اور جنت ہے۔ یقینی طور پر مَالِك کمزور اور طاقتور دونوں کو دیتا ہے جبکہ بادشاہ ایسا نہیں کرتا"¹³

اگر ہم مذکورہ بحث پر غور اور فکر کریں گے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دونوں قراءات میں عمیق اعجازی وجوہ پائی جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ عزوجل سے خوف اور امید، رغبت، ڈر اور عدل و انصاف کا عقیدہ رکھنا چاہیے اور یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ مَالِك اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہیں وہ ایسا مَلِك بادشاہ ہے جو عدل کرنے والا ہے۔ علاوہ ازیں مَلِك اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور مَالِك فعلی صفت ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مَالِك اور مَلِك دونوں صفات سے متصف ہے۔ چنانچہ علامہ اللقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الجوہرۃ" میں فرماتے ہیں: "ہمارے نزدیک پسندیدہ اور رائج مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات توفیقی ہیں۔ لہذا جیسے سنو اسی طرح ہی انہیں محفوظ کر لیا کرو ان میں بحث اور تہیص کی ضرورت نہیں"¹⁴ اس سے یہ معلوم ہوا کہ

مذکورہ دونوں قراءات اس بارے میں نص ہیں کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے توفیقی نام ہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے صرف یہ دونوں قراءات کی دلالت کافی نہیں، بلکہ قرآن مجید کی دوسری آیات مبارکہ سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ﴾¹⁵ اور ﴿فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾¹⁶

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ﴾¹⁷ و﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾¹⁸

اختلاف قراءات کا مد نظر رکھتے ہوئے امام الترمذی (م ۲۷۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب: "جامع الترمذی" میں لکھتے ہیں:

"یہ دونوں قراءات حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور رسول اکرم ﷺ سے بھی منقول ہیں" ¹⁹ لہذا، ضروری ہے کہ ہم ترجیح کا دروازہ بند کریں کیونکہ یہ دونوں قراءات کلام اللہ ہیں، دونوں ہی سے اللہ کی مراد پوری ہو رہی ہے اور دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہیں اس لیے علامہ آلوسی بغدادی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) یوں فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک مَالِك اور مَلِك دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ لہذا، ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دینا بے سود ہے۔" اسی طرح علامہ السمین الحلبي (المتوفی: ۱۲۵۶ھ) یوں فرماتے ہیں کہ دونوں قراءات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے والے کی بات کی طرف بالکل توجہ نہیں دینے چاہیے۔²⁰

قراءات عشرہ متواترہ کے تفسیری اثرات کی توضیح کے لیے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۲ کو بھی موضوع بحث بنا کر منتخب کیا گیا تاکہ اہل علم، علمائے ماہر قراء اور عام قارئین کے لیے اعجاز قرآنی کو اختلاف قراءات کی صورت میں سمجھنا آسان ہو:

حاشیہ سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۲۸۲۔

﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾ "قوله: "فتذكر" معطوف على تضل عطف مسبب على سبب أو معلول على علة، لأن التذكار علة للتعداد والاضلال علة للتذكار فهو علة للعلة، قوله: "ورفع تذكر" أي بالتشديد لا غير، فالقراءات ثلاث وكلها سبعية. فعلى هذه القراءة تضل فعل الشرط وهو مجزوم بسكون مقدر على آخره منع من ظهوره اشتغال المحل بحركة الادغام، قوله: "استئناف" أي خبر لمبتدأ محذوف، والجملة في محل جزم جواب الشرط، أي فهي تذكر"²¹

علامہ الصاوی اپنی تفسیر 'حاشیہ الصاوی' میں فرماتے ہیں: "لفظ (فتذكر) کا عطف لفظ (تضل) پر کرنا، یہ عطف مسبب علی السبب کے قبیل سے ہو گا یا علت پر معلول ہو گا، یہ اس لیے کہ یاد دلانا، تعداد کی علت ہی ہے، اور بھول جانا، یاد دلانے کی علت ہوتا ہے یہ تو اس طرح ہو گا جیسا کہ علت ہی علت کے لیے مثال ہے۔ اور لفظ (ورفع تذكر) کو مشدہ ہی پڑھا گیا ہے۔ یہاں پر تین قراءات جمع ہو گئی جبکہ تینوں ہی قراءات سببع کے قبیل سے ہیں۔ پس اس قراءت کی بنا پر لفظ "تضل" فعل شرط ہو گا، اور وہ مجزوم ہو گا پوشیدہ ساکن کی وجہ سے جو بعد میں ادغام کی وجہ سے حرکت دے دی گئی ہے۔ اور اس کا قول: (استئناف) مبتداء محذوف کے لیے خبر ہے، اور جملہ محل جزم میں جواب شرط

ہے، یعنی فی تذکرہ جملہ ہوگا۔" تفسیری اثرات کو بیان کرنے کے لیے آیت کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہے:

قراء عشرہ کا مذہب:

☆ (اَنْ تَصِلَ) اور (فَتَذْكُرَ) میں تین تین قراءات کا ذکر ملتا ہے:

☆ (اَنْ تَصِلَ) حمزہ کے فتح کے ساتھ اور (فَتَذْكُرَ) کاف کو مشدداً اور راکو مفتوح پڑھا گیا ہے۔ یہ امام نافع مدنی، امام ابو جعفر مدنی، امام ابن عامر شامی، امام عاصم کوئی، امام کسائی کوئی اور امام خلف کوئی کی قراءت ہے۔

☆ (اَنْ تَصِلَ) حمزہ کے کسرہ کے ساتھ و (فَتَذْكُرَ) پڑھا گیا ہے۔ یہ امام حمزہ کوئی رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ہے۔

☆ (اَنْ تَصِلَ) حمزہ کے فتح کے ساتھ اور (فَتَذْكُرَ) پڑھا گیا۔ یہ امام ابن کثیر کی اور بصریان کی قراءت ہے۔²²

تفسیری اثرات:

مذکورہ قراءات کے معانی، مفہیم اور اختلاف کا فائدہ کما حقہ معلوم کرنے کے لیے مشہور اور معروف مفسرین کرام کی توضیحات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جیسے علامہ ابن عادل ابن عطیہ، علامہ القرطبی اور ابو حیان اللاندلی کی تشریحات کو اپنے مقالہ کا حصہ بنایا ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کیلئے مفید ثابت ہو۔ علامہ الزمخشری (المتوفی: ۵۳۸ھ) فرماتے ہیں:

"معانی القراءات اور اختلاف کا فائدہ یہ ہے کہ امام حمزہ کوئی کی قراءت کے مطابق (اَنْ) شرطیہ اور (تَصِلَ) فعل شرط ہے، اور التقاء ساکنین کی وجہ سے لام کو فتح دیا گیا ہے اور (فَتَذْكُرَ) میں فاء جواب شرط ہے، اور (تَذْكُرَ) فعل کو مبتدائے مخدوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھا گیا ہے جو کہ فاء کے بعد واقع ہے۔ یہ اس لیے کہ فاء کا مابعد غیر مجزوم ہے۔ تقدیری عبارت یوں ہوگی: (فَهِيَ تَذْكُرُهَا الْاُخْرَى) اس جیسی اور مثال اللہ تعالیٰ کے قول: (وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ)²³ بھی ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح ہے کہ بیشک جملہ شرطیہ (اَنْ تَصِلَ) اخذاً ہما فتذکر (کو اس حکم کے اخبار کے لیے جملہ مستانفہ بنایا جائے، اُس وقت وہ سوال مقدر کا جواب ہوگا۔ جیسے کہ مشہور مقولہ ہے کہ کیا دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر مانا جائے گا؟"²⁴

سوال کا جواب اس جملہ سے دیا گیا ہے کہ یہ رائے اُن لوگوں کی ہے جنہوں نے جملہ شرطیہ کو صفت بنایا اللہ تعالیٰ کے قول (فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ) کے لیے اور بعض مفسرین کرام کی رائے بھی یہی ہے کہ جملہ شرطیہ کو مذکورہ قول کے لیے صفت تسلیم کیا جائے۔" مذکورہ قراءات کے مطابق مختلف معانی کی وضاحت امام الطبری نے عمدہ انداز سے کی ہے جو کہ تذکرہ کرنے سے یقینی طور پر کلام میں خوبصورتی آئے گی۔

"اس قراءت کی بنیاد پر کلام کے معانی یہ ہوں گے کہ ابتداً اس خبر سے کریں گے جو دو عورتوں نے کرنا کہ گواہی دینے میں اگر ایک سے بھول چوک ہو گئی ہو تو دوسری فوراً اس کو یاد دلائے گی اس بھولی ہوئی چیز کی جو اس نے وہاں بحیثیت گواہ ذکر کرنے تھی۔ دوسری عورت، فراموش

شدہ کو وہاں سے یاد دلانے کی جہاں سے وہ بھول چکی تھی۔ معنی الکلام قاری کے نزدیک اس طرح سے ہے: اور اپنوں میں سے دوسرے کو گواہ مقرر کر لو۔ اگر دو مرد نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرو تاکہ ان میں سے اگر ایک بھول چوک کا شکار ہو تو دوسری فوراً اس کو یاد دلادیا کرے۔ اس عورت کے فعل کی وجہ سے خبر کو پہلے ذکر کیا گیا کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے اپنی گواہی کو تو دوسری اس کو یاد دلادے گی۔ اس وجہ سے دونوں ایک دوسری کی بھول چوک میں شریک ہو گئیں۔²⁵

یاد رہے کہ اختلاف قراءات کے تفسیری اثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ القرطبی نے محققانہ انداز میں یوں لکھتے ہیں:

"جمہور قراء کرام کی قراءت کے مطابق لفظ (اَنْ) کو مابعد فعل کے لئے ناصب مانا ہے۔ اور لفظ اَنْ اور مَا اس جگہ محل نصب میں ہو تو مفعول لہ بنتے ہیں۔ یا لام علت کو حذف کرنے کے بعد وہ محل جر میں ہو تب بھی مفعول لہ ہی بنتے ہیں۔ تقدیری عبارت یوں ہوگی: (لَاَنْ تَصِلَ اَوْ اَرَادَةَ اَنْ تَصِلَ) اس وقت (فَتَذَكَّرْ) را کے فتح کے ساتھ عطف ہو گا اللہ تعالیٰ کے قول (اَنْ تَصِلَ) پر۔²⁶ لام مقدر ماننا پڑے گا اس سے قبل جس کا تعلق خبر مخدوف کے ساتھ جواب شرط کے جملہ میں۔ اُس وقت تقدیری عبارت یوں ہوگی: پس ایک آدمی اور دو عورتیں گواہی دیں گے یا پس یقین ہے کہ ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں گے"²⁷

حقیقی طور پر جمہور قراء کرام کی قراءت کی وضاحت امام ابن جریر الطبری رحمہ نے بڑے خوبصورت اور دلکش انداز میں کی ہے اس سے تفسیری اثرات کافی حد تک واضح ہو جاتے ہیں۔ موصوف اپنی تفسیر میں اختلاف قراءات کا ذکر کرنے میں یکتا ہیئت رکھتا ہے تقریباً وہ تمام قراءات کو لے لیتے ہیں۔ ان کی توضیحات کو کا محققہ بیان بھی کرتے رہتے ہیں۔ مزید ابو جعفر الطبری نے اخلاف قراءات پر بحث کو بڑھاتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"بمعنی: فان لم یكونا رجلین فرجلٌ وامرءتان: کی تَذَكَّرْ اِخْذُهُمَا الْاُخْرٰی اِنْ ضَلَّتْ. وهو عندهم من المقدم الذی معناه التاخير، لان التذکر عندهم هو الذی یجب ان یكون مکان (تَصِلَ)"²⁸

اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سوا گرد و مرد نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا لازمی اور یقینی ہے تاکہ دوسری عورت اس کو یاد دلانے کی اگر وہ بھول جائے۔ ان کے نزدیک یہ مقدم کرنا تاخیر کا معنی دے گا اس لیے کہ تذکیر یعنی یاد دلانا واجب ہے اس وجہ سے اس کو (تَصِلَ) فعل کی جگہ میں ذکر کیا گیا ہے تاکہ کلام میں تقرر اور مضبوطی پیدا ہو جائے "یعنی کسرہ والی قراءت کے تفسیری اثرات کو درست معنوں میں بیان کرنے کے لیے امام ابن عاشور (م ۱۳۹۳ھ) جو علوم القرآن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اس کی توضیحات مندرجہ ذیل ہیں:

یعنی کسرہ والی قراءت کے اختلاف کا یہ فائدہ ہو گا کہ اصل مسئلہ اور حقیقت اس حکمت خداوندی اور سبب کے گرد گردش کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دیا ہے۔ یہ صورت حال اس وقت ممکن ہو سکتی تھی جبکہ (اَنْ) کو شرطیہ مان لیا جائے، یہ پہلی قراءت کی تفسیری وضاحت تھی جس کو بیان کیا گیا ہے۔

فتح والی قراءت کے اختلاف کا یہ فائدہ ہو گا کہ (اَنْ) حرف ناصبہ کو لانے کی وجہ سے اس حکم کی علت کی وضاحت ہو جاتی ہے ارادہ کرتے ہوئے

مخاطبین کو خوش کرنے کے لیے قراءت اس کلام میں یہ ہے کہ اقناعِ مُکَلِّفین کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس جملہ میں کوئی ایسا حکم نہیں ملا جس کی وجہ سے دل کو سکون ملے، مگر یہ کہ ایک آدمی کے عوض دو عورتیں ہوں گی تاکہ اس جملہ کی تعلیل کی وضاحت کرے جو دوسری عورت سے بھول چوک ہو گئی ہے۔²⁹

مزید قراءات کے تفسیری اثرات کو توسیع دینے کے لیے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳۶ کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

حاشیہ سورۃ آل عمران: آیت نمبر ۳۶۔

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ﴾ "قوله: "وفي قراءة" أي سبعة. قوله: "بضم التاء" أي ويكون ذلك من كلامها واعتذاراً. قوله: "ولَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى" يحتمل أن يكون ذلك من كلام الله والمعنى ليس الذكر الذي طلبته كالأنثى التي أعطيتها لك، فإن ما وهبته لك أعظم مما طلبته لنفسك"³⁰

حضرت مریم علیہا السلام نے اُس نازک موقع پر حیرانگی کی حالت میں جو کچھ کہا تھا اس کو قرآن مجید نے بہت ہی خوبصورت انداز میں یوں بیان کیا ہے: "پھر جب اُس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے عرض کیا، اے میرے رب! میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کے ہاں کیا پیدا ہوا ہے؟ اور (میرا مطلب) لڑکا (اللہ کی دی ہوئی) لڑکی کی مثل نہیں ہو سکتا اور میں نے اُس کا نام مریم رکھا۔ اور یہ ایک قراءت ہے اور دوسری قراءت میں لفظ (وَضَعْتَ) کو واحد متکلم کے صیغہ سے پڑھا گیا ہے، اور اُس وقت کلام کا یہ مفہوم ہو گا کہ یقینی طور پر کلام حضرت مریم علیہا السلام کی طرف پلٹتا ہے، اس کا قول: (وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى) کے بارے میں ممکن ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور اس کا یہ مطلب ہو گا کہ جس لڑکے کا میں نے طلب کی تھی وہ اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا جو مجھے دی گئی ہے، پس اگر لڑکا مجھے ہبہ کر دیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا اس لڑکی سے جو میں نے اپنے لیے منتخب کیا ہے۔" - زیادہ توضیحات کے ساتھ پڑھنے کے لیے قراءات متواترہ کو تین مختلف مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہے:

قراء عشرہ کا مذہب:

☆ ﴿وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى﴾ میں دو قراءات کا ذکر ملا ہے:

☆ (وَضَعْتَ) متکلم کے صیغے سے پڑھا گیا۔ یہ امام ابن عامر، امام یعقوب اور سیدنا ابو بکر کی قراءت ہے

☆ (وَضَعْتَ) واحد غائبہ کے صیغے سے پڑھا گیا۔ یہ امام نافع، ابو جعفر اور باقی قراء عشرہ کی قراءت ہے۔³¹

معانی قراءات:

معانی قراءات اور مفاہیم کو کا محققہ سمجھنے کے لیے امام مکی بن ابی طالب القیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی: ۴۳۷ھ) اور امام ابن خالویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی توضیحات اور تاویلات کو بقدر ضرورت لانے کی کوشش کی گئی جو درج ذیل ہیں:

یعنی فعل (وَضَعْتَ) پہلی قراءت فعل ماضی مبنی بر سکون ہے اس کیساتھ ضمیر مبنی بر ضمہ فعل کے لیے فاعل ہے۔ یہ جملہ اُمّ مریم کا کلام

ہے۔ وہ اپنی وضعِ محکم کے بارے میں خبر دے رہی ہے۔ اس قراءت کی حجت یہ ہے کہ اس جملہ کا شروع سے آخر تک یہ مطلب ہے کہ گویا کہ حضرت اُمّ مریم علیہا السلام خبر دے رہی ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے جس کو بخوبی خداوند قدوس کو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ پس اس کا تدارک اس قول (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ) سے کر رہی ہیں۔ جیسا کہ اس قراءت میں تعظیم کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ اس ذات کے سامنے خضوع اور تنزیہ سے گریہ و زاری کر رہی ہیں کہ اس سے قبل اس کو معلوم نہ تھیں۔ ان تمام صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے امرتِ عمران اس کا تذکرہ اس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کر رہی ہے جو زیادہ اہل ہیں۔³²

امام ابن خالویہ (م ۷۳۰ھ) فرماتے ہیں:

"اما القراءة الثانية: "وَضَعْتَ" فالفعل فيها ماضی مبنی علی الفتح، والتاء فيه حرف تانيث مبنی علی السكون لا محل له من الاعراب، والفاعل ضميرٌ مستترٌ تقديره "هي" يعود علی امرة عمران. وحجة من قرء بهذه القراءة انه جعلها علی سبيل الاخبار من الله تعالى عن اُمّ مريم عليها السلام، بما وضعته"³³

بہر حال دوسری قراءت (وَضَعْتَ) واحدہ مؤنثہ غائبہ کے صیغے کے ساتھ یہ مبنی علی السكون ہوتا ہے اس میں اعراب کا محل نہیں ہوتا اور (ہی) ضمیر مُستتر اس کا فاعل ہے جو امرتِ عمران کی طرف لوٹتی ہے۔ مذکورہ قراءت کی حجت یہ ہے کہ انہوں نے اس کو اخبار کے سبیل سے بنایا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے اُمّ مریم کی طرف اس کے وضعِ حمل کے بارے میں الہام ہوا تھا۔

تفسیر پر اثرات:

علامہ عبد اللہ الملاحی نے قراءاتِ عشرہ متواترہ کے تفسیری اثرات کو درست معنوں میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دونوں قراءات کے جمع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی یہ تمام گفتگو حسرت پر مبنی ہیں کہ مؤنث بیت اللہ کی خدمت کرنے میں مذکر کی طرح نہیں ہو سکتی۔ سو یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بلاشبہ اس کے وضعِ حمل کی نفاست میں بخوبی علم تھا۔ بیشک وہ مؤنث بہتر ہوگی مطلق اس مذکر سے جس کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہی تھیں"³⁴

یاد رہے کہ واحد متکلم والی قراءت کے مطابق خبر دینے کی نسبت اُمّ مریم کی طرف سے ہو رہی ہے جس کی وجہ سے واحد متکلم یعنی (وَضَعْتَ) سے پڑھا گیا۔ واحدہ غائبہ والی قراءت کی روشنی میں خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جا رہی ہے کہ اُمّ مریم کے لیے اس کے وضعِ حمل کے بارے میں جو کچھ ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس میں بندے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بیٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹی سے نوازتا ہے۔ اُسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے سورۃ النساء کی آیت نمبر دس کو بھی اختلاف قراءات کے تفسیری اثرات کے مطالب سمجھنے اور پڑھنے میں آسانی کے لیے منتخب کی گیا ہے:

حاشیہ سورۃ النساء: آیت نمبر ۱۰۔

(إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ سَعِيرًا) قوله: "إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ" نزلت في

حق رجل من غطفان، مات أخوه وترك ولداً يتيماً فأكل عمه ماله، والمعنى يتلفون أموالهم، فالتعبير بالأكل عن الإتلاف مجاز. قوله: "ظُلماً" يحتمل أن يكون مفعولاً لأجله، أي لأجل الظلم، ويحتمل أن يكون حالات من يأكلون، أي حال كون الأكل ظلماً. قوله: "إِنَّمَا يَأْكُلُونَ" هذه الجملة خبر إن الأول، والتعبير بالأكل مجاز باعتبار ما يؤول إليه أو المعنى يأكلون بسبب النار. قوله: "بالبناء للفاعل والمفعول" أي فهما قراءتان سبعيتان³⁵

علامہ الصاوی نے اپنی تفسیر حاشیہ الصاوی میں فرماتے ہیں: "یہ آیت قبیلہ بنو غطفان کے کسی آدمی کے بارے میں اتری تھی جب اس کا بھائی فوت ہوا تو اس کا بیٹا یتیم ہو گیا۔ پس اُس کا مال انکے چچے نے کھایا، مطلب ہے کہ ان کے چچوں نے انکا مال تلف کرتے تھے۔ سو یہاں لفظ اکل کو مجازی طور پر تلف کرنے کے مفہوم میں لیا گیا ہے۔ اور فعل (وَسَيَصْلُونَ) کو معروف اور مجہول دونوں طرح سے قراء عشرہ نے پڑھا ہے۔"

یہاں پر علامہ الصاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں قرائتیں قراءات سبعہ میں سے ہیں۔ انہوں نے قراءات پر کسی اور طرح سے کوئی بحث نہیں کی صرف یہ بتا دیا کہ "وَسَيَصْلُونَ" صیغہ کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھنا عین قرآن ہے۔ اب ہم قراء کرام اور مفسرین عظام کی توضیحات کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

قراء عشرہ کا اختلاف

- ☆ (إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا) میں دو قراءات کا ذکر آیا ہے:
- ☆ (سَيَصْلُونَ) یا کو ضمہ دیکر پڑھا گیا، یعنی فعل مجہول کیسا تھ پڑھا۔ یہ امام ابن عامر اور ابو بکر کی قراءت ہے
- ☆ (سَيَصْلُونَ) یا کو فتح دے کر پڑھا گیا، یعنی فعل معروف سے تعبیر کیا گیا۔ یہ باقی تمام قراء کی قراءت ہے۔³⁶

معانی قراءات متواترہ

قراءات عشرہ متواترہ کے معانی و مفاہیم کو بیان کرنے کے لیے امام ابن خالویہؒ کی توضیحات پیش خدمت ہیں:

"اما القراءة الاولى بضم الياء على البناء للمفعول فلم يسند الفعل اليهم ويكون معناها: ان الله يأمر ملائكة العذاب بان يُصَلُّوهم سعيراً. وحجة مَنْ قرأ بها قوله تعالى: "سَأَصْلِيهِ سَقَرًا"³⁷. امام القراءة الثانية بفتح الياء على البناء للفاعل فقد اسند الفعل اليهم. ويكون المعنى: أخبراً عنهم اثمهم يَصْلُونَ سعيراً. وحجة مَنْ قرأ بها قوله تعالى: "لَأَيَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى"³⁸، وقوله تعالى: "الْأَمْنُ هُوَ صَلَافُ الْحَيِّ"³⁹ 40

"بہر حال پہلی قراءت جو یائے مضمومہ کے ساتھ ہے وہ مبنی بر مفعول ہے ان کی طرف فعل کی نسبت نہیں کی گئی ہے۔ اس کا معنی یہ ہو گا کہ یقینی طور پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم کر دیتا ہے کہ کفار کو عذاب باین طور دیں کہ ان کو جہنم میں رسید کر دیں۔ اس قراءت کی تائید دوسری آیت (سَأَصْلِيهِ سَقَرًا) سے بھی کی جاسکتی ہے۔

دوسری قراءت فتح کے ساتھ مبنی بر فاعل ہے تحقیق فعل کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ کلام کا معنی یہ ہوگا کہ کفار اور ظالم لوگوں کی طرف سے یہ خبر ملے گی کہ ہم جہنم میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس قراءت کی حجیت دوسری آیت (لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى) سے بھی ہوتی ہے۔ دوسری آیت (الْأَمِنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ) سے بھی مدعا معلوم ہوتا ہے۔

تفسیری اثرات

قراءات عشرہ متواترہ کے تفسیری اثرات کو بیان کرنے کے لیے علامہ السمین الحلبي، امام ابن عطیہ اور دکتور عزات احمد کی توضیحات کو بقدر ضرورت و بوقت ضرورت حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین کی توضیحات کی روشنی میں پیش کر رہے ہیں:

"قوله: وَسَيَصْلُونَ" قرأ الجمهور بفتح الياء واللام، وابن عامر وأبو بكر بضم الياء مبنياً للمفعول من الثلاثي. ويَحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَصْلَى، فَلَمَّا بُنِيَ للمفعول قام الأول مقامَ الفاعل. وابن أبي عملة بضمهما مبنياً للفاعل من الرباعي، والأصلُ على هذه القراءة: سَيُصْلُونَ مِنْ أَصْلَى مَثَلُ يُكْرِمُونَ مِنْ أَكْرَمَ، فَاسْتَقْلَمَتِ الضمَّةُ على الياء فَحُذِفَتْ فَالتقى ساكنان، فَحُذِفَ أولهما وهو الياء وَضُمَّ ما قبل الواو لنصب. و"أَصْلَى": يُحْتَمَلُ أَنْ تَكُونَ الهمزة فيه للدخول في الشيء، فيتعدى لواحد وهو "سعيراً" وَأَنْ تَكُونَ للتعدية، فالمفعول محذوف، أي: يُصْلُونَ أَنْفُسَهُمْ سعيراً⁴¹

علامہ السمین الحلبي رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ﴿وَسَيَصْلُونَ﴾ کو جمهور قراء کرام نے یا اور لام دونوں کو فتح دیکر یعنی صیغہ مضارع معروف کے ساتھ پڑھا ہے، اور امام عبد اللہ بن عامر شامی اور سیدنا ابو بکر بن شعبہ نے یا کو ضمہ دیکر یعنی ثلاثی مجرد کے باب سے صیغہ مضارع مجہول کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور علامہ الصاوی نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ یہ ثلاثی مجرد ہی کے قبیل سے ہو، جب ہم اس کو مبنی بر مفعول بنائیں گے تو اس وقت یہ فاعل کے قائم مقام ہوگا۔ اور علامہ ابن عملة نے "وَسَيَصْلُونَ" یعنی یا اور لام دونوں کو ضمہ دیکر مبنی للفاعل باب رباعی سے پڑھا ہے، اور اس کا اصل اسی قراءت پر ہے، یہ اُس مثال کی طرح ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ "يُكْرِمُونَ مِنْ أَكْرَمَ"، پس اس مقام میں یا پر ضمہ ثقیل تھا تو اس کو حذف کر دیا گیا، سوائتقائے ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن جو کہ یا تھی اس کو حذف کر دیا گیا اور اس کے ماقبل کو ضمہ دیا گیا۔ اور (أَصْلَى): یہ ممکن ہے کہ اس میں جو ہمزہ ہے وہ ادخال فی الشيء کے لیے ہو، اس صورت میں یہ متعدی بر ایک مفعول ہوگا اور وہ (سعيراً) ہے اور اگر ہمزہ تعدیہ کے لیے ہو تو اس صورت میں مفعول محذوف ہوگا، اور محذوف عبارت یہ (يُصْلُونَ أَنْفُسَهُمْ سعيراً)

ہوگی۔ یاد رہے کہ قراءات قرآنیہ کے تفسیری اثرات درست طریقے سے بیان کرنے کے لیے امام ابن عطیہ (م ۵۴۲ھ) یوں فرماتے ہیں:

"قرأ جمهور الناس "وَسَيَصْلُونَ" على إسناد الفعل إليهم، وقرأ ابن عامر بضم الياء واختلف عن عاصم، وقرأ أبو حيوة، وَسَيَصْلُونَ على بناء الفعل للمفعول بضم الياء وفتح الصاد وشد اللام على التثنية، وقرأ ابن أبي عملة "وَسَيَصْلُونَ" بضم الياء واللام، وهي ضعيفة، والأول أصوب، لأنه كذلك جاء في القرآن في قوله: "لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى"⁴²

وفي قوله: صَالِ الْجَحِيمِ والصلي هو التسخن بقرب النار أو بمباشرتها، ومنه قول الحارث بن عباد: لم أكن من جناتها، علم

اللہ، وإني بحرها اليوم صال والخرق الذي يذهبه الحرق ليس بصال إلا في بدء أمره، وأهل جهنم لاتذهبهم فهم فيها صالون⁴³

جہور قراء کرام رحمہم اللہ نے "وَسَيَصْلُونَ" کو فعل مضارع معروف کے ساتھ پڑھا ہے، اور امام ابن عمر شامی نے امام عاصم کوئی سے اختلاف کرتے ہوئے فعل مضارع مجہول کے صیغہ سے پڑھا ہے، اور امام ابو حویہ نے "وَسَيَصْلُونَ" پڑھا ہے یعنی فعل مضارع مجہول کے ساتھ پڑھنے کو زیادہ ترجیح دی ہے، اور علامہ ابن ابی عبث نے "وَسَيَصْلُونَ" پڑھا یعنی یا اور لام دونوں کو ضمہ دیکر فعل مضارع مجہول کے ساتھ پڑھنے کی کوشش فرمائی ہے، اور حقیقی طور پر یہ قول ضعیف ہے، پہلے والے اقوال "وَسَيَصْلُونَ" درست ہیں اس لیے کہ قرآن مجید میں اس جیسی اور بھی بہت سے مثالیں ملتی ہیں، مثال کے طور پر سورۃ اللیل آیت نمبر ۱۶ میں فرمایا گیا ہے: (لَا يَصْنَعُنَهَا إِلَّا الْأَشْقَى)، اور سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۶۳ (صَالِ الْجَحِيمِ) میں بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اور حقیقت میں یہ طریقہ کار ہو گا کہ مجرم کو جہنم کے اتنے قریب لے جایا جائے گا کہ گویا وہ اس سے سخن گو ہو گا یا حقیقی طور پر یہ مراد ہو گی کہ مجرم کو عذاب دینے کا پہلا مرحلہ ہو گا کہ اس کو دخول جہنم کیا جائے گا، اور اُن میں سے حضرت حارث بن عباد کے قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی شانِ اقدس میں یہ نہیں ہے کہ جہنمی شخص ہر گیز اُس کی جنت میں نہ جائے (یعنی کلمہ گو عاصی خدائی وحدہ لا شریک کی جنت کا حقدار نہ ہو اور وہ بقدرِ محصیت جہنم میں رہ کر، پاک اور صاف ہو کر جنت کی طرف کوچ کرے گا)، اور حقیقت میں وہ ایک دن جہنم سے رحمتِ خداوندی کی بدولت خلاصی پا کر آزاد ہو جائے گا۔ اور وہ شخص جس کے ہاتھ یا پاؤں کو باند کر جہنم میں جلایا گیا ہو وہ اُس سے نہیں نکل سکے گا مگر جب حکم خداوندی کی ابتدا ہو جائے تو وہ بھی اُس سے خلاصی پاسکتا ہے، اور اہل جہنم حقیقی طور پر وہی رہیں گے اور جہنم کی تنگی اور تاریکی اُن کے لیے اصلی ٹھکانہ ہی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں جہنم سے تابہ خلاصی عنایت عطا فرمادیں۔ دکتور عزات احمد لکھتے ہیں:

ہر حال میں ہر ایک قراءت دوسری قراءت سے ایک مکمل معنی اور مفہوم رکھتی ہے۔ جیسا کہ دونوں قراءتوں میں سے ہر ایک کفار اور ظالم کو عذاب دینے میں ایک متعین اور خاص مرحلہ کی وضاحت کرتی ہے۔ مذکورہ قراءتوں کے تفسیری اثرات کی روشنی میں کفار اور ظالم کے لیے عذابِ خداوندی دو مراحل میں تقسیم ہوتا ہے۔ مرحلہ اول: یقینی طور پر وہ لوگ براہِ راست آگ کے قریب کر دیے جائیں گے یا اُن لوگوں کو دخولِ نار کا حکم دیا جائے گا۔ مرحلہ ثانی: وہ لوگ بتکلف دخولِ نار سے گیرا ہونگے۔ جہنم کو بہت ہی گرم کر دیا جائے گا اس کے بعد ان کو اس میں دفع کر دیا جائے گا۔ اسی جہنم کے ذریعے سے کفار و ظالم لوگوں کو لکڑی کی طرح جلا دیا جائے گا، ان کے لیے خلاصی نہ ہو گی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

دو قراءتوں کے جمع کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو بھی آدمی یتیم کے اموال کو ظلم اور بد معاشی کر کے کھانے والا ہو گا تو یقینی طور پر اس کے لیے جہنم کی آگ مَصِیْرِ راہ ہو گی۔ سوان کو قیامت کے دن جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے اور وہ جہنم کی گرمی و عذاب کو بتکلف برداشت کریں گے۔ یہ برابر ہے کہ جہنم میں ان کا داخلہ مع الجسم خوشی کے ساتھ ہو گا یا ان کو بزورِ بازو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔⁴⁴

خلاصہ بحث:

حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین کی روشنی میں قراءات عشرہ متواترہ کے تفسیری اثرات کو بیان کرنے کے لیے قرآن حکیم میں سے چار آیتوں کو منتخب کیا گیا۔ تفسیری اثرات بیان کرنے میں امام الصاوی کے ساتھ دیگر مشہور قراء اور مفسرین کے تفسیری اقوال کو بھی مقالے کا حصہ بنایا گیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کی آیت نمبر ۴ کے تفسیری اثرات: دونوں قراءتوں میں سے کچھ قراء نے "مالک" کی قراءت کو اختیار کیا ہے۔ مفہوم کلام یہ ہو گا کہ لفظ "مَالِک" کے حروف زیادہ ہیں اس لیے اس کے پڑھنے میں بھی ثواب زیادہ ہو گا اور بعض قراء نے "مَلِک" کی قراءت کو اختیار کیا ہے اور وہ وجہ یہ بتاتی ہے کہ لفظ "مَلِک" معنی کے اعتبار سے "مَلِک" سے زیادہ جامع ہے کیونکہ ہر بادشاہ "مَلِک" تو ہو سکتا ہے لیکن ہر "مَلِک" بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر بادشاہ کا حکم ہر مالک پر نافذ ہوتا ہے جبکہ اس کا عکس نہیں ہو سکتا، اور یہ دونوں قراءتیں رسول مکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، لہذا ہمارے ہاں یہ دونوں قراءتیں اسی طرح حجت ہوں گی جس طرح دو قرآنی آیتیں حجت ہیں۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۲ کے تفسیری اثرات: پہلی قراءت (إِنْ تَصِلْ) امام حمزہ کی قراءت کی بنیاد پر مفہوم یہ ہو گا کہ یہاں "الضلال" سے مراد "النسیان" یعنی بھول جان ہی ہے اور اس قراءت کی تائید حضرت ابن عباس، الضحاک، السدی، مقاتل، ابو عبیدہ اور ابن قتیبہ نے کی ہیں۔ اور "فَتَذَكَّرَ" میں دو مشہور قراءتیں ہیں: مشدد والی قراءت کی بنیاد پر مفہوم کلام یہ ہو گا کہ ایک عورت کے بھول جانے کے موقع پر دوسری عورت کے لیے یاد دلانا ضروری اور واجب ہوگی۔ اور تخفیف والی قراءت میں دو اقوال ہیں: پہلا قول کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مشدد والی قراءت پر قیاس کیا جائے کیوں کہ یہ جمہور کا قول ہے؟ جمہور کے نزدیک یہاں دونوں قراءتیں ایک ہی معنی رکھتی ہیں۔ اور دوسرا قول کا محاصل یہ ہو گا کہ اُن دونوں عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر مانا جائے اور یہ اعجاز قرآنی کے عین مطابق ہے لیکن زیادہ تر اُمت مسلمہ کا عمل جمہور علمائے کرام کے مذہب کے مطابق ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳۶ کے تفسیری اثرات: پہلی قراءت یعنی واحد متکلم والی قراءت کے مطابق خبر دینے کی نسبت اُمّ مریمؑ کی طرف سے ہو رہی ہے جس کی وجہ سے واحد متکلم یعنی (وَصَعْتُ) سے پڑھا گیا۔ دوسری قراءت یعنی واحدہ غائبہ والی قراءت کی روشنی میں خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جا رہی ہے کہ اُمّ مریمؑ کے لیے اس کے وضع حمل کے بارے میں جو کچھ ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس میں بندے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پیدا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹی سے نواز دیتا ہے سب کچھ اُسی کی مرضی کے مطابق برپا ہو کر چلتا ہے "صَمَدِيَّت" کی صفت میں سے ہیں۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰ میں دونوں قراءات کے تفسیری اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ واقعی دونوں قراءتوں کا مفہوم جُدا جُدا ہے کیونکہ پہلی قراءت یعنی فعل مجہول والی کے اعتبار سے فعل کی نسبت کفار اور ظالم لوگوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے فرمانِ عالی کے ذریعے سے نوری مخلوق یعنی فرشتے ہی کفار اور ظالم لوگوں کو عذاب دینے کے ساتھ ساتھ ان کو دوزخ میں پہنچا کر

دم لیں گے۔

دوسری قراءت یعنی فعل معروف والی کے اعتبار سے فعل کی نسبت یقینی طور پر ظالم اور کفار طرف ہوگی۔ اس قراءت کے بارے میں تمام تفاسیر میں توضیحات موجود ہیں کہ جو کفار اور ظالم لوگ یتیموں کے مال کو کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ روز قیامت وہ ضرور جہنم میں جائیں گے۔ یہ حکم خداوندی کا فیصلہ ہے کہ وہ جہنم میں ہی جائیں گے۔ خواہ وہ خوش ہوں گے یا ناراض ہر حال اور صورت میں ان کا اصل ٹھکانہ، منبع اور منویٰ جہنم ہی ہوگی۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ایک قانونی اور محکمانہ اصولی فیصلہ ہوگا کہ جو خداوند قدوس اور انبیائے کرام علیہم السلام کا منکر ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اور اُس سے خلاصی کا سوال پیدا نہیں ہوگا، البتہ ممکن ہے کہ رحمت خداوندی ایک دم جوش میں آجائے تو اُن کو بھی معاف فرما کر جنت میں لے جانے کا حکم صادر ہو جائے۔ و ما توفیقی اللہ باللہ العلی العظیم۔

حوالہ جات

- 1- عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی، تفسیر الجلالین (قاہرہ: دارالحدیث، سن)، ص: 26۔
- 2- خیر الدین بن محمود الزرکلی، الاعلام (بیروت: دارالعلم للملایین، 1422ھ)، ج 1، ص: 274۔
- 3- احمد بن محمد الصاوی، حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، (مصر: المطبعة الازہریہ، 1345ھ)، ج 1، ص: 4۔
- 4- محمد بن محمد بن الجزری، النشر فی القراءات العشر (بیروت: المطبعة التجارية الکبریٰ، سن)، ج 1، ص: 271۔
- 5- محمد البنا الدمیاطی، اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربعہ عشر (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1427ھ)، ج 1، ص: 364۔
- 6- امام شمس الدین السہاوی، فتح الوصیدی شرح القصید (بیروت: دارالصادر، 1427ھ)، ص: 175۔
- 7- حسین بن محمد الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (دمشق، دارالقلم، 1412ھ)، ص: 472۔
- 8- محمد ابو حیان الاندلسی، البحر المحیط فی التفسیر (بیروت: دارالفکر، 1420ھ)، ج 1، ص: 20۔
- 9- ابو الحسن المجاشعی الانخفش، معانی القرآن للانخفش (قاہرہ: مکتبۃ الناجی، 1411ھ)، ج 1، ص: 60۔
- 10- الخافض عماد الدین دمشقی ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دارالفکر، 1997ء)، ج 1، ص: 34۔
- 11- محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (قاہرہ: دارالکتب المصریہ، 1384ھ)، ج 1، ص: 140۔
- 12- الاندلسی، البحر المحیط فی التفسیر، ج 1، ص: 38-39۔
- 13- السہاوی، فتح الوصیدی شرح القصید، ص: 175۔
- 14- الفرغان 25: 26۔
- 15- محمد بن عمر فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1420ھ)، ج 1، ص: 292۔
- 16- ذوالفقار علی اللقانی، المختار فی شرح البیجوری علی الجوهرة (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1425ھ)، ص: 104۔
- 17- آل عمران 3: 26۔

- 16۔ المؤمنون 23: 116۔
- 17۔ الحشر 59: 23۔
- 18۔ الناس 114: 2۔
- 19۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی (کتاب القراءات، باب فی فاتحۃ الکتاب، مصر: مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبي)، رقم الحدیث: 2927۔
- 20۔ محمود شہاب الدین الآلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ)، ج 1، ص: 83-84؛ احمد بن یوسف السمعین الحلبي، الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون (دمشق: دار القلم، س ن)، ج 1، ص: 65۔
- 21۔ الصاوی، حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، ج 1، ص: 215۔
- 22۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ج 2، ص: 178؛ علی الفارسی، المحیة للقراء السبعہ (دمشق: دار المامون للتراث، 1413ھ)، ج 2، ص: 418۔
- 23۔ المائدہ 5: 95۔
- 24۔ محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج 5، ص: 89؛ تالز منشری، تفسیر الکشاف، ج 1، ص: 353؛ الرازی، مفاتیح الغیب، ج 1، ص: 99؛ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، ج 1، ص: 382؛ ابو حیان، البحر المحیط، ج 2، ص: 733؛ القرطبی، الجامع لاحکام، ج 3، ص: 372؛ ابن عادل، اللباب فی علوم الکتاب، ج 4، ص: 49۔
- 25۔ الطبری، تفسیر جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج 5، ص: 89۔
- 26۔ الرازی، مفاتیح الغیب، ج 7، ص: 99؛ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 3، ص: 372۔
- 27۔ ابن عاشور، التحریر والتنویر، ج 3، ص: 109؛ ابن عادل، اللباب فی علوم الکتاب، ج 4، ص: 49۔
- 28۔ الطبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج 5، ص: 88۔
- 29۔ ابن عاشور، تفسیر التحریر والتنویر، ج 3، ص: 109۔
- 30۔ الصاوی، حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، ج 1، ص: 241۔
- 31۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ج 2، ص: 180؛ عبد الفتاح القاضی، البدور الزاہرۃ فی القراءات العشر المتواترۃ، ص: 62۔
- 32۔ مکی بن ابی طالب القیس، اکشف عن وجوہ القراءات السبع وعلماؤا وحججها (بیروت: دار الرسالۃ، 1404ھ)، ج 1، ص: 36؛ عبد الرحمان بن محمد بن زنجلیہ، حجتہ القراءات (بیروت: دار الرسالۃ، س ن)، ص: 160؛ حسین بن احمد بن خالویہ، المحیة فی القراءات السبع (بیروت: دار الشروق، 1401ھ)، ص: 180؛ محمد طاہر بن عاشور، تفسیر التحریر والتنویر (تونس: دار التونسین، 1984ھ)، ج 3، ص: 233۔
- 33۔ ایضاً المرجع السابق۔
- 34۔ الدكتور عبد اللہ الملاچی، تفسیر القرآن بالقراءات القرآنیۃ العشر، (سن معلوم نشد)، ص: 181۔
- 35۔ الصاوی، حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین، ج 1، ص: 329۔
- 36۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ج 2، ص: 186؛ القاضی، البدور الزاہرۃ، ص: 74۔
- 37۔ المدثر 74: 26۔
- 38۔ اللیل 92: 15۔

³⁹۔ الصفات 163:37۔

⁴⁰۔ ابن خالویہ، المحجینی القراءات السبع، ص: 120 ذابن زنجیہ، حجة القراءات، ص: 191 التلمیسی، الکشف عن وجوه القراءات، ج 1، ص: 378۔

⁴¹۔ ابو العباس شہاب الدین السمین الحلبي، الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون (دمشق: دار القلم، سن)، ج 5، ص: 595۔

⁴²۔ البلیل 16:92۔

⁴³۔ عبدالحق بن غائب بن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1422ھ)، ج 2، ص: 14۔

⁴⁴۔ الدكتور احمد عزات السویری، تفسیر القرآن العظیم من خلال القراءات العشر المتواترة تطبیقا علی سورة النساء والمائدة، (غزة: الجامعة الاسلامیة، 1427ھ)، ص:

-74

References

1. 'Abd al-Rahman ibn Abi Bakr al-Suyuti, Tafsir al-Jalalin (Cairo: Dar al-Hadith, sn), p. 26.
2. Khair-ud-Din ibn Mahmud al-Zarqali, al-'A'lam (Beirut: Dar al-'Ilm al-Mullabin, 1422AH), vol. 1, p. 274.
3. Ahmad ibn Muhammad al-Sawi, Hashiyat al-Sawi ala Tafsir al-Jalaleen, (Egypt: Al-Mutabah al-Azhariyyah, 1345AH), vol. 1, p. 4.
4. Muhammad ibn Muhammad ibn al-Jajari, al-Nashrfi al-Qur'aat al-'Ashr (Beirut, vol. 1, p. 271; Muhammad al-Banna al-Damyati, Ithaaf Fadla al-Bushrafi al-Qur'aat al-Arba'ah usher (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, 1427 AH), vol. 1, p. 364
Imam Shams al-Din al-Sakhawi, Fath al-Wasid fi Sharh al-Qasid (Beirut: Dar al-Sadr, 1427 AH), p. 175
5. Husayn ibn Muhammad al-Raghib al-Asfahani, al-Mufradat fi Gharib al-Qur'an (Damascus, Dar-ul-Kalam, 1412 AH), p. 472
6. Muhammad Abu Hayyan al-Andalsi, al-Bahr al-Muhit fi al-Tafseer (Beirut: Dar-ul-Fikr, 1420 AH), vol. 1, p. 20.
7. Abu l-Hasan al-Majasha'i al-Akhfish, Ma'ani al-Qur'an al-Akhfish (Cairo: Maktabat al-Khanji, 1411 AH), vol. 1, p. 60.
8. Al-Hafiz Imad al-Din Damascusi Ibn Kathir, Tafsir al-Qur'an al-Azim (Beirut: Dar-ul-Fikr, 1997), vol. 1, p. 34.
9. Muhammad bin Ahmad al-Qurtawi, Al-Jami la'iqat al-Qur'an (Cairo: Dar-ul-Kutub al-Misriyyah, 1384 AH), vol. 1, p. 140.
10. Al-Andalsi, al-Bahr al-Muhit fi al-Tafsir, vol.1, pp. 38-39.
11. Al-Sakhawi, Fath al-Wasid fi Sharh al-Qasid, p. 175.
12. Al-Furqan 25:26.
13. Muhammad b. 'Umar Fakhr al-Din al-Razi, Mafatih al-Ghayb (Beirut: Dar-i-Ahya al-Tarath al-Arabi, 1420 AH), vol. 1, p. 292.
14. Zulfikar Ali al-Laqqani, al-Mukhtarfi Sharh al-Bajori ali al-Jauhara (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, 1425 AH), p. 104.
15. Al-Imran 3:26.
16. Al-Mominun 23:116.
17. Al-Hashr 59:23.
18. Nas114:2.
19. Muhammad bin Isa al-Tirmidhi, Jami al-Tirmidhi (Kitab al-Qur'aat, Bab fi Fatih al-Kitab, Egypt: Maktaba wa Maktabat Mustafa al-Babi al-Halabi), Raqi al-Hadith: 2927.
20. Mahmud Shahab al-Din al-'Alusi, Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Qur'an al-Azim wa'l-Sa'ba al-Muthani (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, 1415 AH), vol. 1, pp. 83-84, Ahmadibn Yusuf al-Samin al-

== Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) ==

- Halabi, al-Dar al-Masun fi 'Ulum al-Kitab al-Maknun (Damascus: Dar-ul-Kalam, sn), vol. 1, p. 65.
21. Al-Sawi, Hashiyat al-Sawi ala Tafsir al-Jalaleen, vol.1, p. 215.
22. Ibn al-Jajari, al-Nashr fi al-Qur'aat al-Ashr, vol. 2, p. 178;
23. Al-Ma'ida 5:95.
24. Al-Hamd ibn Jarir al-Tabari, Jami al-Bayan an-Taweel al-Qur'an, vol. 5, p. 89; al-Zamakhshari, Tafsir al-Kashaf, vol. 1, p. 353; al-Razi, Mafatih al-Ghayb, vol. 1, p. 99;
25. Al-Tabari, Tafseer Jama'i al-Bayan an Taweel ai al-Qur'an, vol.5, p. 89.
26. Al-Razi, Mafatih al-Ghayb, vol. 7, p. 99;
27. Ibn Ashur, al-Tahrir wa al-Tanvir, vol. 3, p. 109;
28. Al-Tabari, Jami al-Bayan an Taweel ay al-Qur'an, vol.5, p. 88.
29. Ibn Ashoor, Tafsir al-Tahrir wa'l-Tanvir, vol.3, p. 109.
30. Al-Sawi, Hashiyat al-Sawi ala Tafsir al-Jalaleen, vol.1, p. 241.
31. Ibn al-Jajari, al-Nashr fi al-Qur'aat al-'Ashr, vol.2, p. 180;
32. Al-Makki ibn Abi Talib al-Qaisi, al-Kashf al-Wajah al-Qur'aat al-Sa'ba wa'l-Laha wa'l-Hijjah (Beirut: Dar al-Rasala, 1404 AH), vol. 1, p. 36; 'Abd al-Rahman b. Muhammad b. Zanjala, Hujjat al-Qur'aat (Beirut: Dar al-Rasala, s.n.), p. 160;
33. Ibid., al-Marja'i al-Purba.
34. Al-Diktoor Abdullah al-Mullahi, Tafsir al-Qur'an ba'l-Qur'aat al-Qur'aniyyah al-'Ashr, p. 181.
35. Al-Sawi, Hashiyat al-Sawi ala Tafseer al-Jalaleen, vol. 1, p. 329.
36. Ibn al-Jajari, al-Nashr fi al-Qur'aat al-Ashr, vol. 2, p. 186;
37. Al-Mudassar74:26.
38. Eliel92:15.
39. Al-Safat37:163.
40. Ibn Khalwiyah, Al-Hijjah fi al-Qur'aat al-Sabah, p. 120; Ibn Zanjala, Hujjat al-Qur'aat, p. 191;
41. Abu'l-Abbas ShahAb al-Din al-Simeen al-Halabi, al-Dar al-Mas'un fi 'Ulum al-Kitab al-Maknun (Damascus: Dar-ul-Kalam, sn), vol. 5, p. 595.
42. Li'l92:16.
43. 'Abd al-Haq ibn Ghayb ibn Atiyah, al-Muhurr al-Wajiz fi tafsir al-kitab al-'azeez (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, 1422 AH), vol. 2, p. 14.
44. Al-Daktoor Ahmad Azat al-Sweerki, Tafsir al-Qur'an al-Azeem min Khalal al-Qur'aat al-Ashr al-Mutawatira' Ta'ta'iqqa 'Ali Surah al-Nissa wa al-Ma'ida, (Ghaza' al-Jama'at al-Islamiyyah, 1427 AH), p. 74.